امام المغازی محمد بن اسحاق

حصہ اخیر

از: عبدالحی مدنی
لیکچرار این ای ڈی یونیورسٹی کراچی

امام مالک ان پر حدیث کی وجہ سے جرح نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی ایسی روایات کا انکار کرتے تھے جو وہ یہودی نومسلم سے غزوات، خیبر، بنو قریظہ، نضیر کے قصے اور اسی طرح اسلاف کے غزوات نقل کرتے تھے۔ حالانکہ ابن اسحاق صرف علم کے لیے ان روایت کو لیتے تھے ان کو قابل احتجاج نہیں سمجھتے تھے۔

اور امام مالک صرف سچے، متقن، اور فاضل راویوں کی روایت لیتے روایت کو جانتے اور پرکھتے تھے۔

امام مالک کا ابن اسحاق پر جھوٹ اور دجل کی تہمت کے جوابات درج ذیل ہیں۔

ا۔ جس روایت میں امام مالک نے ابن اسحاق پر جھوٹ کا الزام لگایا ہے وہ ہشام بن عروہ کی روایت ہے اور یہ بات گذر گئی کہ ہشام بن عروہ نے ان پر جھوٹ کا الزام اس لیے لگایا کہ وہ ان کی بیوی سے روایت کرتے ہیں یہ الزام بھی باطل ہے۔

جن روایات میں مالک کا ابن اسحاق کو جھوٹا، دجال کہنا اور مدینہ والوں کا ان کو جلا وطن کر دینا مذکور ہے ااس کا سبب بھی مالک کا ابن اسحاق کے متعلق برا گمان ہے۔

کیونکہ ابن اسحاق نے نسب کے ماہر ہونے کی وجہ سے مالک بن انس کو ذواصبح کے آزاد کردہ غلاموں میں شامل کیا۔ حالانکہ امام مالک اپنے آپ کو ذواصبح قبیلہ میں شامل کرتے ہیں جس کی وجہ سے مالک کے دل میں ان کے خلاف غصہ بھر آیا اور ان کو اس ذاتی سبب کی وجہ سے شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔

اور دوسرا سبب یہ ہے کہ مالک نے جب اپنی کتاب ''المؤطا'' لکھی تو ابن اسحاق نے کہا: مجھ پر مالک کا علم پیش کرو، تو جب یہ بات مالک تک پہنچی تو مالک نے اپنا مشہور مقالہ پیش کرتے ہوئے فرمایا'' دجالوں میں سے ایک دجال ہے'' اور اس قول کی اصل میں ابن اسحاق کے متعلق بری سوچ ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ مالک بن انس کا قول محمد بن اسحاق کے بارے میں معتبر نہیں ہے بلکہ مردود ہے۔ علم الرجال میں یہ قاعدہ مشہور ہے کہ ساتھی کی جرح اپنے ساتھی کے متعلق مقبول نہیں۔

اور یہاں بعض علماء کے اقوال ذکر کرتا ہوں جن میں ابن اسحاق کے متعلق امام مالک کے قول کا رد ہوتا ہے۔

☆ ابن سفیان کا کہنا ہے کہ انہوں نے ابن اسحاق پر الزام لگاتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ امام بخاری نے فرمایا'' میں نے علی بن عبداللہ کو ابن اسحاق کی حدیث کو حجت مانتے ہوئے دیکھا۔''

اور فرمایا کہ ابراہیم بن المنذر نے فرمایا: کہ ہمیں عمر بن عثمان نے خبر دی کہ زہری تو ابن اسحاق سے لیتے تھے جس میں عاصم بن عمر سے روایت کرتے ہیں اور رہی مالک کی جرح ابن اسحاق کے متعلق تو یہ بھی صحیح نہیں۔ ۶

ذہبی نے فرمایا: ابن اسحاق کے متعلق امام بخاری کا کہنا ہے اگر مالکؒ کی جرح ابن اسحاق پر ثابت ہو تو یہ صرف ایک انسانی کلام کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اہل علم بغیر دلیل و حجت کے کی جرح پر التفات نہیں کرتے اور اس طرح کی جرح سے ان کی دیانتداری ساقط نہیں ہوتی الا یہ کہ کوئی واضح برہان اور دلیل ہو۔

امام ذہبی نے فرمایا: ہم یہ دعوی نہیں کرتے کہ جرح و تعدیل کے ائمہ نادر غلطیوں سے پاک ہیں اور نہ ہی ایسے کلام سے پاک جو کسی بغض اور عداوت کا نتیجہ ہو۔

یہ بات ایک مسلم حقیقت ہے کہ ہم عصر کی جرح ہم عصر پر غیر مؤثر ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے خصوصاً ایسے شخص کے بارے میں یہ جرح قبول ہی نہیں جس کے متعلق اہل انصاف نے ثقہ کا تمغہ دیا ہو۔

پس یہ دونوں ایک دوسرے پر کلام کرتے رہے مالک کی جرح محمد بن اسحاق پر اور محمد بن اسحاق کی جرح مالک پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا امام مالک کا مرتبہ بلند ہوتا گیا یہاں تک کہ ایک ستارہ بن گیا۔ اور محمد بن اسحاق کا مرتبہ بھی بلند ہوتا گیا خصوصاً سیرت نگاری میں وہ امام تسلیم البتہ احکام میں انکی حدیثیں صحیح سے گر کر حسن تک پہنچ گئیں الا یہ کہ کوئی شذوذ ہو جس کی وجہ سے حدیث منکر ہوگئی ہو تو یہ ایک الگ بات ہے۔ ۷

ابن سید الناس نے فرمایا مالکؒ نے حدیث کی وجہ سے ان پر تنقید نہیں کی بلکہ ابن اسحاق کا نبی کریم ﷺ کے غزوات کو یہود کی اولاد (جو بعد میں مسلمان ہوئے) اھل خیبر، بنو قریظہ اور بنو النضیر سے اپنے اسلاف کے غریب قصے نقل کرنے پر اعتراض کیا حالانکہ ابن اسحاق ان سے صرف معلومات اکٹھی کرتے تھے اس کو دلیل اور حجت نہیں سمجھتے تھے امام مالک صرف حافظ، متقن اور سچے لوگوں سے ہی روایت لیتے تھے۔

پس ان نصوص اور عبارات سے یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ مالک بن انس کی جرح ابن اسحاق پر معتبر نہیں ہے کیونکہ اس جرح کا سبب دونوں کے درمیان کی عداوت تھی جس کی وجہ سے ابن اسحاق کا مالک کے نسب پر بات کرنا اور ان کی کتابوں اور علم کو چیلنج کرنا ہے اور یہ بات جرح وتعدیل کے علماء پر عیاں ہے کہ ہم عصر کی جرح ہم عصر پر قابل قبول نہیں۔ خصوصاً طور پر جب دونوں کے بیچ عداوت ثابت ہو جائے۔

یحی بن سعید القطان کا ابن اسحاق پر جھوٹ کا الزام ابن سید الناس کا فرمان ہے کہ یحی بن القطان نے فرمایا: میں نے ان کی حدیث کو صرف اللہ کیلئے چھوڑا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔[8]

یحی بن سعید نے فرمایا: کہ مجھے وہیب بن خالد نے کہا: بیشک وہ جھوٹا ہے۔ میں نے وہیب سے پوچھا تمہیں کیسے پتا؟ تو فرمایا: مجھے تمہارے ماموں نے کہا: میں گواہی دیتا کہ وہ جھوٹا ہے تو میں نے مالک سے پوچھا آپ کو کیسے پتا چلا تو فرمایا مجھے ھشام بن عروہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے تو میں نے ہشام سے پوچھا: آپ کو کیسے پتا؟ تو فرمایا: وہ میری بیوی فاطمہ سے روایت کرتا ہے۔[9]

ابن معین نے یحی بن سعید القطان سے روایت کی کہ یحی محمد بن اسحاق سے مطمئن نہیں تھا اور نہ ہی ان سے کوئی حدیث روایت کرتا ہے۔[10]

ابو موسی محمد بن المثنی نے فرمایا: میں نے کبھی بھی یحی القطان کو ابن اسحاق سے حدیث روایت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔[11]

رازی نے فرمایا کہ ابو حفص غلاس نے فرمایا: ہم وہب بن جریر کے پاس تھے اور جب ہم ان سے فارغ ہو کر نکلے تو ہمارا گزر یحی بن القطان سے ہوا تو انہوں نے فرمایا: تم لوگ کہاں تھے؟ ہم نے کہا کہ ہم وہب بن جریر کے پاس یعنی ان پر ہم کتاب المغازی پڑھ رہے تھے جس کو ابن اسحاق نے روایت کیا تھا۔ فرمایا تو پھر تم لوگ بہت سارے جھوٹ لے کر واپس لوٹ رہے ہو۔[12]

ابو قلابہ الرقانی نے فرمایا کہ مجھے ابوداؤد سلیمان بن داؤد نے خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ یحی القطان نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحاق جھوٹا ہے۔ ۱۳

ابن حجر نے فرمایا: محمد بن اسحاق کو سلیمان التیمی ، یحی القطان اور وھیب نے جھوٹ کہا ہے ۔وھیب اور قطان نے تو ہشام بن عروہ اور مالک کی تقلید کی اور جبکہ سلیمان کے متعلق معلوم نہیں کہ انہوں نے کس وجہ سے ان پر جرح کی اور ظاہر ہے کہ یہ جرح حدیث کے علاوہ ہوگی اور ویسے بھی سلیمان جرح وتعدیل کے علماء میں سے نہیں ہے۔ ۱۴

ابن سید الناس نے بھی فرمایا: ہم نے جو روایات یحی بن سعید ، ابن المدینی اور وھب بن جریر کی سند سے نقل کی ہیں تو اس میں کوئی بعید نہیں کہ انہوں نے مالک کی تقلید کی ہوگی کیونکہ انہوں نے ہشام کا قول ہی نقل کیا ہے۔ ۱۵ اور یہ بھی معلوم ہے کہ یحی بن سعید القطان رجال پر حکم لگانے میں متشدد ہیں۔

تیسرا الزام شیعہ ہونے کا

ابو اسحاق الجوزقانی نے فرمایا: ابن اسحاق کی حدیث کو لوگ بہت پسند کرتے ہیں اور ان پر بدعت کے علاوہ دوسرا الزام لگاتے ہیں۔ ۱۶

خطیب نے فرمایا: علماء نے کچھ اسباب کی وجہ سے ان کی روایت کو حجت ماننے سے روکا ہے ان میں سے ان کا شیعہ ہونا بھی ہے۔ ۱۷

ابن سید الناس نے فرمایا: ان پر تدلیس قدریہ اور شیعہ ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے لیکن ان الزامات سے ان کی روایات کو رد نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی یہ کوئی بڑا عیب ہے اور اسی طرح قدریہ اور تشیع رد کا تقاضا نہیں کرتا۔

جب تک کوئی اور کمزوری نہ مل جائے اور ہمیں ان میں کوئی کمزوری نہیں ملی۔ ۱۸

پس یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر بالفرض یہ الزام ثابت بھی ہو جائے تو پھر بھی یہ رافضی نہیں ہے بلکہ ہلکا سا تشیع کی طرف مائل جس کی وجہ سے حدیث کو رد نہیں کیا جا سکتا، باوجود اس کے کہ یہ جرح مفسر بھی نہیں ہے۔

چوتھا الزام: تدلیس کا

رازی نے فرمایا کہ اثرم نے عبداللہ سے پوچھا: آپ محمد بن اسحاق کے متعلق کیا کہتے

ہیں؟ فرمایا: وہ زیادہ تدلیس کرتا ہے۔ پس ان کی بہترین حدیث وہ ہے جس میں یہ کہتا ہے: مجھے خبر دی اور میں نے سنا۔ ۱۹

ابوداؤد کہتے ہیں:

''میں نے احمد بن حنبل کو ان کا ذکر کرتے ہوئے سنا: کہ یہ ایسا شخص تھا جو حدیث کی طرف زیادہ راغب تھا چنانچہ لوگوں کی حدیث کو اپنی کتاب میں لکھتا تھا''۔ ۲۰

احمد نے فرمایا:

''وہ تدلیس کرتا تھا، اگر ابراھیم بن سعد کی کتاب سماع سے ہو تو لفظ حدثنی کہتا ہے اور اگر سماع نہ ہو تو کہتا ہے کہ اس نے فرمایا''۔ ۲۱

ذھبی، ابوداؤد کا امام احمد کے قول کے متعلق فرمان ہے:

''یہ فعل عام ہے امام بخاری کی (الصحیح) میں بھی بہت ساری تعلیقات ہیں''۔ ۲۲

ابن سید الناس نے فرمایا: کچھ تدلیس ثقہ میں جرح کا سبب ہے لیکن یہاں جو مطلق تدلیس کی گئی اس کو اس تدلیس سے مقید نہیں کیا جا سکتا جو ثقہ میں جرح ہے۔ ۲۳

ابن سید الناس نے یہ بھی فرمایا کہ ان کا یہ کہنا ''کہ وہ حدیث کی طرف زیادہ راغب تھا، جس کی وجہ سے لوگوں کی حدیث کو اپنی کتاب میں لکھتا تھا تو یہ جرح بھی صحیح نہیں ہے جب تک ان کے سماع کی نفی نہ ہو جائے اور جب تک ان کی تحدیث ثابت نہ ہو جائے، پھر اس کے بعد خبر دینے کی کیفیت کو دیکھا جائے۔

پس اگر اس کے بعد ایسے الفاظ سے روایت کرتا ہے۔ جو صریح سماع کا تقاضا کرے تو اس کا حکم مدلیسین کا حکم ہے تو اس وقت تک کلام کرنا صحیح نہ ہوگا جب تک الفاظ کا مدلول نہ دیکھا جائے۔ اور اگر صریح سماع کے ساتھ روایت کرتا ہے اور ان سے نہ سنا ہو تو یہ واضح اور خالص جھوٹ ہوگا۔ اور اس معنی پر اس وقت تک عمل نہ کیا جائے جب تک اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ ہو۔ ۲۴

ابن حبان نے فرمایا:۔ چونکہ وہ ضعفاء سے تدلیس کرتا تھا اس لئے ان کی روایت میں ان ہی ضعفاء کی وجہ سے منکر حدیث واقع ہوگئی۔ اور اگر سماع کی صراحت کرتے ہوئے روایت کرتا ہے تو یہ ثابت اور حجت ہے۔ ۲۵

ابن حجر نے ان کو مدلسین کے چوتھے طبقے میں شمار کیا، اور یہ وہ طبقہ ہے جس کے متعلق سارے متفق ہیں کہ ان کی کسی حدیث کو حجت شمار نہیں کیا جائے گا جب تک سماع کی تصریح نہ ہو کیونکہ یہ ضعفاء اور مجھول سے زیادہ تدلیس کرتے ہیں۔ ۲۶

عقیلی نے فرمایا:۔ مجھے الخضر بن داؤد نے خبر دی کہ ان کو احمد بن محمد نے خبر دیتے ہوئے فرمایا: میں نے اپنے والد عبداللہ سے پوچھا: آپ ابن اسحاق کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ فرمایا: وہ زیادہ تدلیس کرتا ہے۔ تو میں نے پوچھا اگر لفظ اخبرنی اور حدثنی سے خبر دے؟ فرمایا: تو پھر ثقہ ہے۔ ۲۷

ابن سید الناس نے فرمایا: ''ان کا یہ کہنا (کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جو شخص کلبی وغیرہ سے روایت کرتا ہو) تو اس میں بھی ضعفاء سے روایت کرنے کا طعن ہے کیونکہ ابن الکلبی ضعیف ہے اور ضعیف راوی سے روایت کرنا دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو ضعیف راوی کا نام صراحۃ ذکر کرے گا یا تدلیس کرے گا۔

پس اگر صراحتا ذکر کیا تو یہ کوئی بڑا عیب نہیں ہے کیونکہ اس نے ایسے شخص سے روایت کی جس کو وہ نہیں پہچانتا تھا یا پہچانتا تھا لیکن صراحت کر دی تا کہ اس عہد سے بری ہو جائے۔

اور اگر تدلیس کی تو پھر یا تو اس کو ضعیف راوی کا علم تھا یا نہیں، اگر نہیں تھا تو وہ پہلے شخص کے قریب ہے اور اگر جانتا تھا اور اس ضعیف راوی کی تدلیس، تغییر اور چھپانے کا مقصد اس حدیث کو شائع کرنا تھا، تا کہ لوگ اس حدیث کو صحیح سمجھیں تو یہ تدلیس کرنے والے کا بہت بڑا عیب اور کبیرہ گناہ ہے اور احمد کا ابن اسحاق کے بارے میں یہ بات نہیں ہے کہ ابن اسحاق ضعیف راوی کو ضعیف جان کر تدلیس کرتا تھا۔ جب ایسا نہیں تھا او ابن اسحاق کی تدلیس جرح کا سبب نہیں۔

دوسرا جواب:۔ محمد بن اسحاق وسعت علم اور کثرت حفظ سے مشہور ہے اور وہ کلبی کی حدیث اور دوسروں کی حدیث کو پہچان سکتا ہے تو جو حدیث مقبول ہو وہی حدیث لکھتا ہے اور جو مردود ہو اسے چھوڑ دیتا تھا۔

یعلی بن عبید کا کہنا ہے: سفیان الثوری نے ہمیں خبر دی کہ کلبی سے بچو! تو ان سے کہا گیا: آپ ان سے روایت کیوں کرتے ہیں تو فرمایا: میں اس کا سچ اور جھوٹ جانتا ہوں۔ ۲۸

ان نصوص اور اقوال پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ محمد بن اسحاق پر جو تدلیس کا الزام لگایا گیا ہے وہ سب کے سب امام احمد بن حنبل کی روایت کی وجہ سے حالانکہ ان سے محمد بن اسحاق کی توثیق (حسن الحدیث) کے لفظ سے ثابت ہے اور وہ محمد بن اسحاق کی اچھی کہانیوں سے تعجب کرتے تھے اور یہ ثابت ہے کہ عبداللہ بن احمد نے فرمایا: میرے والد ان کی حدیث لیتے تھے اور علو اور نزول پر ان کی حدیثکثرت سے لکھتے تھے اور اس کو مسند میں بھی لکھتے تھے اور میں نے کبھی اپنے والد کو ابن اسحاق کی حدیث سے بچتے ہوئے نہیں دیکھا۔

امام احمد نے محمد بن اسحاق کو موسی بن عبیدۃ الربذی پر مقدم کیا اور ہشام بن عروہ کا ابن اسحاق کو ان کی بیوی سے روایت پر جرح کی تنقید کی اور فرمایا: وہ کیونکر انکار کرتا ہے حالانکہ ممکن ہے کہ ابن

اسحاق نے ان سے اجازت لی ہو اور انہوں نے اجازت دی ہو۔ اور ہشام کو نہ پتا ہو۔ امام احمد نے سماع کی صراحت پر ان کی توثیق کی ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ ابراہیم بن سعد کی کتاب ان کی سماع کو ثابت کرتی ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا جیسا کہ ذھبی اور ان سید الناس کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا مقصد ان ضعیف راویوں کی حدیث بیان کرنا ہے چاہے ان کی حالت کا علم ہو یا نہ ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن اسحاق اکثر سماع کے ساتھ تصریح کرتا تھا چاہے ثقات سے لے یا ضعفاء سے لے اور جس میں تصریح نہیں ہے وہ قابل جرح نہیں۔ جیسا کہ ذہبی اور ابن سید الناس نے فرمایا کیونکہ وہ جھوٹ کو حلال نہیں سمجھتے۔

اور اگر ان پر تدلیس ثابت ہو جائے تو یہ جرح ان کی شخصیت پر نہیں ہے بلکہ عنعنہ کی اتصال پر جرح کی ہے پس اس سے جو سماع کی صراحت سے ہو وہ مقبول ہے لیکن باقی شرطیں بھی ہوں اور جو ''عن'' اور ''قال'' کے صیغے سے ہو تو وہ تدلیس کے احتمال کی وجہ سے ضعیف ہے۔ جیسا کہ یہ اہل علم کے یہاں ثابت ہے۔

پانچواں الزام: صفات کی حدیثیں روایت کرنا

خطیب نے فرمایا: ابن الفضل نے ہمیں خبر دیتے ہوئے فرمایا: ہمیں عبداللہ بن جعفر بن دستو یہ نے خبر دیتے ہوئے فرمایا: ہمیں یعقوب بن سفیان نے خبر دیتے ہوئے فرمایا میں نے مکی بن ابراہیم کو کہتے ہوئے سنا میں محمد بن اسحاق کے پاس بیٹھا اور وہ کالے رنگ کا خصاب لگاتے تھے اور کچھ صفات کی حدیثیں پیش کیں تو میں ان کے پاس سے چلا گیا اور دوبارہ ان کے پاس نہیں لوٹا۔

ہمیں علی بن ابی علی المعدل نے خبر دیتے ہوئے فرمایا: ہمیں احمد بن محمد بن ابراہیم الحازمی البخاری نے خبر دیتے ہوئے فرمایا ہمیں اسحاق بن احمد بن خلف البخاری نے خبر دیتے ہوئے فرمایا: میں عبدالصمد بن الفضل کو کہتے ہوئے سنا: کہ انہوں نے مکی بن ابراہیم کو کہتے ہوئے سنا میں محمد بن اسحاق کی مجلس میں حاضر ہوا تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفت پر احادیث روایت کر رہا تھا جس کی وجہ سے میرا دل برداشت نہ کر سکا پس میں اس مجلس میں واپس نہیں لوٹا۔

ہمیں محمد بن الحسین القطان نے خبر دیتے ہوئے فرمایا: ہمیں دعلج بن احمد نے خبر دیتے ہوئے فرمایا: ہمیں احمد بن علی الابار نے خبر دیتے ہوئے فرمایا: ہمیں عبدالرحیم بن حازم نے خبر دیتے ہوئے فرمایا: مکی بن ابراہیم، جعفر بن محمد، محمد بن اسحاق اور حجاج بن ارطاۃ یہ سب اپنی موت کے بعد مشہور ہوئے۔ اور اس طرح یہ بھی فرمایا میں نے ابن اسحاق کی حدیث چھوڑ دی حالانکہ میں نے ''الری'' مقام پر انکی بیس مجلسوں میں شرکت کی پھر ان سے کچھ سنا تو اس کو چھوڑ دیا۔ ۲۹

ابن سید الناس نے ابن اسحاق پر لگائے گئے الزامات کے جوابات دیتے ہوئے فرمایا: مکی بن ابراہیم کا قول کہ انہوں نے ان کی حدیث چھوڑ دی اور واپس نہیں لوٹا تو انہوں نے ان کی یہ علت بتلائی کہ مکی نے ابن اسحاق سے کچھ صفات کی احادیث سنیں تو ان سے متنفر ہوگیا تو اس علت میں کوئی بڑا عیب نہیں ہے کیونکہ بعض سلف سے مشکل معانی کی روایت کی اجازت ہے اور خاص طور پر جب ایسی مشکل احادیث میں کوئی حکم یا کوئی امر موجود ہو، اور ہوسکتا ہے کہ یہ حدیثیں جو ابن اسحاق بیان کر رہا تھا اسی قبیل سے ہو۔۳۰

جوبات ابن سید الناس نے کہی یہ جواب کیلئے کافی ہے اس بات کو جانتے ہوئے کہ ہم تک ایسی حدیثوں کا حکم نہیں پہنچا کہ واقعی یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے اور ایسی حدیثوں کا مأخذ کیا ہے؟ اور پھر انہوں نے وہ حدیثیں ذکر نہیں کیں جنہیں ان کا دل برداشت نہ کرسکا۔ اور ممکن ہے کہ وہ حدیثیں صحیح ہوں اور جو صفت صحیح متصل سند سے ہو وہ صفت ثابت ہے چاہے مکی کا دل برداشت کرے یا نا کرے۔

پس یہ مجمل اور غیر واضح جرح ہے کیونکہ انہوں نے ایسی صفات کی احادیث پیش نہیں کی جس پر اعتراض تھا۔

چھٹا الزام: حدیث میں ضعیف ہونے کا

۱۔ احمد بن حنبل کا ابن اسحاق پر ضعف کا حکم

امام احمد نے فرمایا: وہ حجت نہیں۔ ان سے پوچھا گیا کیا وہ حجت ہے؟ فرمایا: سنن میں حجت نہیں ہے۔ ایوب بن اسحاق بن سافری نے فرمایا: میں نے احمد بن حنبل سے پوچھتے ہوئے کہا: اگر ابن اسحاق کسی حدیث میں منفرد ہو تو آپ قبول کریں گے؟ فرمایا اللہ کی قسم میں نے ابن اسحاق کو دیکھا کہ ایک جماعت ہے وہ ایک ہی حدیث نقل کرتا ہے لیکن دو شخصوں کے کلام میں فرق نہیں کرسکتا۔۳۱

ابن سید الناس نے فرمایا:

''امام احمد کا قول ہے کہ ابن اسحاق ایک حدیث کو ایک جماعت سے نقل کرتا ہے پھر بھی اسے دو اشخاص کے الفاظ میں فرق پتا نہیں چلتا۔ تو ایسا ممکن ہے کہ جماعت کے الفاظ ایک ہوں اور اشخاص مختلف ہو، اگر یہ معنی ہے کہ الفاظ مختلف ہے تو یہ اعتراض بھی صحیح نہیں کیونکہ معنی تو ایک ہے۔ ہم نے واثلہ بن الاسقع کا قول روایت کیا جس میں اس کا کہنا ہے کہ اگر میں حدیث کا معنی روایت کروں تو تم لوگ اس پر اکتفاء کرو اور اسی طرح ہم محمد بن سیرین کا

قول نقل کر چکے ہیں جس میں انہوں نے فرمایا: میں دس مختلف لفظوں سے حدیث سنتا تھا لیکن معنی ایک ہوتا تھا''۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ امام احمد بن حنبل نے ابن اسحاق کو توثیق کی ہے جیسا کہ اس کی تفصیل علماء کی توثیق کے ساتھ گذر چکی ہے اسی میں امام احمد کا ابن اسحاق کو کہنا (حسن الحدیث) اور ابن اسحاق کے قصے کو اچھا جاننا اور عبداللہ بن احمد بن حنبل کا یہ کہنا کہ میرے والد صاحب ان کی (ابن اسحاق کی) حدیثوں کو ڈھونڈتے تھے اور ہر علو اور نزول پر لکھتے تھے اور اپنی مسند میں اس کی تخریج کرتے تھے اور میں نے کبھی اپنے والد کو ان کی حدیثوں سے اجتناب کرتے ہوئے نہیں پایا۔

امام احمد بن حنبل کی مرویات کے تجزیے سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا لیس بحجۃ (حجت نہیں ہے) یعنی صحیح کے درجے میں نہیں بلکہ حسن کے درجے میں ہے اور یہ بات اکثر اھل علم کے درمیان مسلم ہے کہ ان کی حدیث حسن ہے۔

☆ عبداللہ بن احمد نے خود ثابت کیا کہ ان کی حدیثیں مسند میں ہیں اور یہ اثبات ان کے اس قول کا رد ہے کہ جس میں انہوں نے فرمایا کہ وہ سنن میں حجت نہیں۔

چنانچہ جو شخص مسند کو دیکھے گا تو اس میں ان کی بہت ساری حدیثیں بھی پائے گا حالانکہ مسند کو ہزاروں حدیثوں سے چنا گیا تو اگر ان کو قابل حجت نہیں مانتے ہے تو ان کی حدیث کو مسند میں کیوں ذکر کیا۔

☆ بن اسحاق کا ایک حدیث کو دوسری حدیث میں داخل کرنے کا مطلب روایت بالمعنی ہے جیسا کہ ابن سید الناس نے فرمایا اور کتب کی تدوین سے پہلے اکثر اہل علم اسی پر تھے۔

۲۔ یحی بن معین کا ابن اسحاق پر ضعف کا حکم

رازی نے فرمایا: ہمیں محمد بن ہارون الغلاس المخرمی نے خبر دیتے ہوئے فرمایا میں نے یحی بن معین سے محمد بن اسحاق کے متعلق پوچھا تو فرمایا: میں احکام میں ان کو حجت ماننا پسند نہیں کرتا ہوں۔۳۲

رازی نے فرمایا: ہمیں ابوبکر ابی خیثمہ نے خبر دیتے ہوئے فرمایا: لوگ محمد اسحاق کی حدیث سے بچتے تھے۔ اور ایک مرتبہ یوں فرمایا: وہ اس طرح نہیں ہے وہ ضعیف ہے۔۳۳

امام دوری نے ان سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقہ ہے لیکن حجت نہیں ہے۔۳۴

ابن سید الناس نے فرمایا: یحی کا قول کہ وہ ثقہ ہے حجت نہیں تو ہمارے لیے ثقہ ہونا کافی ہے کیونکہ اگر وہ کسی کو قبول نہیں کرتا الا یہ کہ وہ عمر میں، عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن

الخطاب یا مالک کی طرح ہو تو مقبولین بہت کم رہ جائینگے۔ ۳۵

اسی طرح یحی بن معین کا محمد بن اسحاق کے متعلق یہ قول بھی ہے کہ ''مثبت فی الحدیث'' یعنی حدیث میں ثقہ ہے اور ''صدوق'' یعنی سچا ہے اور لیس بہ بأس کوئی مضائقہ میں چنانچہ ان کی تعدیل اور تجریح میں تعارض ہے البتہ انہوں نے یہ ذکر کر دیا ہے کہ یہ واجبات ''لیس بہ بأس'' کوئی مضائقہ نہیں۔

ذکر کر دیا کہ یہ واجبات یعنی حلال وحرام میں حجت نہیں گویا کہ یحی بن معین احادیث الاحکام اور احادیث المغازی کے درمیان فرق کرنا چاہتے ہیں تو ان کی یہ بات اس پر محمول ہوگی کہ ان کی حدیثیں صحیح نہیں بلکہ حسن ہیں۔

۳۔ابو حاتم الرازی کا ابن اسحاق پر ضعف کا حکم

ابو حاتم نے فرمایا: محمد بن اسحاق میرے نزدیک حدیث میں قوی (مضبوط) نہیں ہے بلکہ ضعیف ہے۔ ۳۶ اور یہ بھی ثابت ہے کہ ابو حاتم نے ابن اسحاق کی توثیق بھی کی ہے

اسی توثیق کے الفاظ میں ان کا قول ''یکتب حدیثہ'' ''ان کی حدیث لکھی جاتی ہے'' اور ان کا یہ کہنا ''مدینہ میں کوئی ایسا نہیں جو ابن اسحاق کے علم کے برابر ہو اور کوئی ایسا نہیں ہے جو ان کی جمع کردہ چیزوں کے برابر جمع کر سکے۔''

اور ان کا یہ کہنا'' بھی موجود ہے کہ ابن اسحاق اپنے سے اعلی، برابر اور اپنے سے ادنی سے علم کی رغبت کی وجہ سے روایت کرتے تھے، اگر وہ جھوٹ کو حلال سمجھتا تو کبھی بھی ادنی سے روایت نہ کرتا جس سے ان کی سچائی واضح ہوتی ہے۔

چنانچہ یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ابو حاتم نے ابن اسحاق کی توثیق اور جرح دونوں کی ان کی جرح مفسر نہیں ہے اور ان کی توثیق ثابت ہے تو توثیق کو جرح غیر مفسر پر مقدم کیا جائیگا۔

اور دوسری طرف ابو حاتم متشدد ہیں تو ان کی جرح اس بات پر محمول ہوگی کہ ابن اسحاق اتنا زیادہ قوی نہیں ہے جتنا ابو حاتم چاہتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ابن اسحاق کے متعلق مالک اور ہشام بن عروہ کی تقلید کی ہو۔

۴۔حماد بن سلمہ کا ابن اسحاق پر ضعف کا حکم

ابو داؤد نے حماد بن سلمہ سے روایت کی کہ حماد نے فرمایا ''اگر مجبوری نہ ہوتی تو میں کسی بھی صورت میں محمد بن اسحاق سے حدیث نہ بیان کرتا۔'' ۳۷

ہیثم بن خلف الدوری نے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے

ہشام بن عروہ کو سنا کہ ان سے پوچھا گیا کہ ابن اسحاق فاطمہ سے اس اس طرح کی حدیث روایت کرتا ہے تو فرمایا: خبیث جھوٹ بولتا ہے۔ ۳۸؎

پس ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی روایت دوسری روایت کی تفسیر کرتی ہے جس کی سند منقطع بھی ہے اور شاید دوسری روایت میں حماد بن سلمہ ہو لیکن جو وضاحت ہوتی ہے یہ کہ ایک طرف تو حماد نے ہشام کی تقلید کی ہے دوسری طرف ابن اسحاق سے روایت بھی کرتا ہے تیسری طرف وہ ابن اسحاق کو بغیر کسی سبب کے ضعیف بھی کہتا ہے تو پتا چلا کہ ان کی یہ تضعیف بھی باطل ہے۔

۵۔نسائی کا ابن اسحاق پر ضعف کا حکم

نسائی نے فرمایا: ''وہ قوی نہیں ہے۔'' ۳۹؎ تو اس کا جواب درج ذیل ہے۔

۱۔ امام نسائی رجال کے حکم کے متعلق متشددین میں سے ہیں جس کی وجہ سے ان کی یہ جرح معتبر نہیں ہے۔

۲۔ نسائی نے اس جرح کی تفسیر نہیں بیان کی۔

۳۔ نسائی کی یہ جرح ایسی ہے جیسا کہ وہ بہت سارے سچے اور مقبول راویوں کے متعلق کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اتنا مضبوط اور قوی نہیں جتنا ہونا چاہیے۔

۴۔ ہوسکتا ہے کہ امام نسائی نے بھی مالک اور ہشام بن عروہ کی تقلید کی ہو۔

۶۔دارقطنی کا ابن اسحاق پر ضعف کا حکم

برقانی نے فرمایا: میں نے دارقطنی سے محمد بن اسحاق کو اپنے والد سے روایت کرنے کے متعلق پوچھا تو فرمایا: ان دونوں کو حجت نہیں مانا جائیگا بلکہ ان دونوں کا اعتبار ہوگا۔ ۴۰؎

اگر ہم دارقطنی کی جرح پر غور کریں تو یہ واضح ہوجاتا ہے کہ انہوں نے یحی بن معین وغیرہ کی تقلید کی ہے اور یہ جرح مفسر نہیں۔ تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور ان کا یہ مطلب ہوگا کہ ابن اسحاق کی حدیث ''صحیح'' قسم سے نہیں بلکہ ''حسن'' قسم سے ہے۔

پس اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جس نے بھی ابن اسحاق کو ضعیف کہا ہے ان کی اکثریت نے بغیر دلیل کے ان کو ضعیف کہا ہے حالانکہ ترمذی اور ابن حبان وغیرہ نے ان کے احکام والی حدیثوں کو بھی حجت تسلیم کرتے ہوئے مطلقا ان کی توثیق کی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ابن اسحاق کو ضعیف کہنا غلط اور باطل ہے۔

ساتواں الزام: ابن اسحاق کا مجہولین اور ضعفاء سے روایت کرنا

ابو عبداللہ نے فرمایا: محمد بن اسحاق بغداد آتا تھا تو روایت لینے میں پرواہ نہیں کرتا تھا۔ کلبی وغیرہ سے بھی روایت کرتا تھا۔ ا؎

ابن سید الناس نے فرمایا: ہم نے یعقوب بن شیبہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا میں نے محمد بن عبداللہ بن نمیر کو سنا وہ ابن اسحاق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے تھے: اگر وہ معروفین سے سنتے ہوئے روایت کرے تو اس کی حدیث حسن اور سچی ہے۔ لیکن مجہولین سے روایت کرے تو یہ روایت باطل ہے۔ ۲؎

ابن سید الناس نے فرمایا: ان کا یہ کہنا ''وہ حدیث لینے میں پرواہ نہیں کرتا تھا چاہے کلبی سے لے یا کسی اور سے۔'' تو اس عبارت میں بھی ضعفاء سے کرنے کی وجہ سے ان پر جرح کی گئی کیونکہ ابن کلبی ضعیف ہے۔

حالانکہ ضعیف راوی سے روایت کرنا دو حالتوں سے خالی نہیں۔

۱۔ یا تو ضعیف راوی کا نام صراحتاً ذکر کرے گا۔ ۲۔ یا تدلیس کرے گا۔

پس اگر صراحتاً نام ذکر کیا تو یہ کوئی بڑا عیب نہیں ہے کیونکہ اس نے ایسے شخص سے روایت کی جس کو وہ نہیں پہچانتا تھا یا اگر پہچانتا تھا تو اس کی صراحت کر دی تاکہ اس ذمہ داری سے بری ہو جائے۔

اور اگر تدلیس کی تو پھر

۱۔ یا تو ان کو ضعیف راوی کا علم تھا۔ ۲۔ یا نہیں تھا۔

اگر علم نہیں تھا تو وہ اس شخص کے قریب ہے (یعنی یہ کوئی عیب نہیں کیونکہ اس کا علم نہیں تھا۔)

اور اگر علم تھا تو اس ضعیف کو تدلیس، تغیر اور چھپانے کا مقصد اس حدیث کو شائع کرنا تھا تاکہ لوگ اس کو صحیح سمجھیں یہ تدلیس کرنے والے کا بہت بڑا عیب اور کبیرہ گناہ ہوگا حالانکہ امام احمد کا ابن اسحاق کے متعلق ایسا کوئی گمان نہیں ہے کہ ابن اسحاق ضعیف راوی کو ضعیف جان کر تدلیس کرتا ہے اور جب ایسا گمان نہیں تھا تو ابن اسحاق کی تدلیس قابل جرح نہیں۔

دوسرا جواب:

محمد بن اسحاق اپنی وسعت علم اور کثرت حفظ کی وجہ سے مشہور ہیں اور وہ کلبی کی حدیث کو دوسروں کی حدیث سے پہچان کر مقبول حدیث کو لکھتے تھے اور مردود حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یعلی بن عبید کا کہنا ہے: سفیان ثوری نے ہمیں خبر دی کہ کلبی سے بچو، تو ان سے کہا گیا آپ ان سے روایت

کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: میں اس کا سچ اور جھوٹ جانتا ہوں۔

ابن سید الناس نے یہ بھی فرمایا: ابن نمیر کا یہ کہنا کہ وہ مجھولین سے باطل حدیثیں روایت کرتا تھا تو یہ الزام اس وقت ثابت ہوتا جب ان کی توثیق اور تعدیل نہ کی جاتی لیکن جب ان کی سچائی اور توثیق کی گئی تو یہ جرح مجھولین کیلئے ثابت ہوگئی نہ کہ اس کیلئے ثابت ہوگی۔

اور ویسے بھی کسی عالم پر صرف مجھولین سے روایت لینے سے جرح کی جائے تو یہ عجیب ہی ہوگا حالانکہ ایسی روایت سفیان ثوری وغیرہ سے ثابت ہے جس کی وجہ سے حدیثوں کے درمیان تمیز مقصود ہے تاکہ مجھولین کی روایت کو رد اور معروفین کی روایت کو قبول کیا جاسکے۔ ہم نے ابوعیسیٰ الترمذی سے روایت کی کہ انہوں نے محمد بن بشار کو کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے عبدالرحمان بن مہدی کو کہتے ہوئے سنا کیا تمہیں سفیان بن عیینہ سے تعجب نہیں ہوتا۔ میں نے جابر الجعفی (جس نے ہزار سے زائد حدیثیں روایت کی) کو چھوڑ دیا اور وہ ان سے حدیثیں روایت کرتا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا: شعبہ نے جابر جعفی، ابراہیم الھجری اور محمد بن عبداللہ العرزمی جیسے ضعیف راوی سے حدیث روایت کی۔[۴۳] پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ ائمہ کی روایت ضعفاء اور مجھولین سے جب تدلیس نہ ہو ان ائمہ کیلئے باعث جرح نہیں ہے کیونکہ ائمہ متصل کو غیر متصل سے جدا کرتے ہیں اور ان کی حدیثوں کو پہچان سکتے ہیں اور کبھی جو ضعیف ہے تو ابن اسحاق کا ان سے روایت کرنا قابل جرح نہیں ہے۔

خاتمہ

یقیناً محمد بن اسحاق کے متعلق توثیق اور تنفید میں علماء کا اختلاف ہے لیکن توثیق کرنے والے زیادہ ہیں جن کی رائے بھی معتبر ہے۔ مثلا:

۱۔ محمد بن مسلم	۲۔ احمد بن عبداللہ العجلی	۳۔ علی بن المدینی
۴۔ عبدالرحمان بن عمرو	۵۔ عبداللہ بن مبارک	۶۔ الذھبی
۷۔ محمد بن سعد	۸۔ ابن سید الناس	۹۔ ابومعاویہ
۱۰۔ یزید بن ہارون	۱۱۔ الحاکم	۱۲۔ علی الحلوانی
۱۳۔ شعبہ بن الحجاج	۱۴۔ محمد بن اسماعیل البخاری	15۔ محمد بن ادریس الشافعی
۱۶۔ عبداللہ احمد بن حنبل	۱۷۔ ابن حبان	۱۸۔ ابن عدی
۱۹۔ الخطیب البغدادی	۲۰۔ عبداللہ بن فایہ	۲۱۔ ابویعلی الملیلی
۲۲۔ البوشجنی	۲۳۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر	

اور جن سے توثیق اور تنقید دونوں ثابت ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔یحی بن معین　　　　۲۔احمد بن حنبل

۳۔ابو حاتم الرازی　　　　۴۔محمد بن عبداللہ بن نمیر

تو درج بالا علماء سے ابن اسحاق کی تنفید بھی ثابت ہے لیکن یہ جرح مفسر نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کی توثیق مقدم ہے ان کی جرح پر۔اور ان پر جرح کرنے والے درج ذیل ہیں۔

۱۔مالک بن انس　　　　۲۔یحی القطان

۳۔حماد بن سلمہ　　　　۴۔سلیمان التیمی

۵۔ابن ابی فدیک　　　　۶۔دارقطنی

۷۔نسائی　　　　۸۔مکی بن ابراہیم

۹۔ابواسحاق الجوزجانی

ان پر پہلا الزام اس وجہ سے تھا کہ ابن اسحاق نے مالک کو ذوالاصبح کے آزاد کردہ غلاموں میں شمار کیا۔ذوالاصبح میں شمار نہیں کیا اور دوسرا سبب یہ ہے کہ ابن اسحاق نے یوں کہا ''مجھے مالک کی کتاب دو۔'' ان میں دوسرا اس وجہ سے الزام لگایا گیا کہ انہوں نے ان کی بیوی فاطمہ بنت المنذر سے روایت کی۔۴۸؎ اور قطان، حماد بن سلمہ، سلیمان التیمی، دارقطنی اور نسائی تو انہوں نے جرح میں دوسرں کی تقلید کی۔اور باقی رہے ابن ابی فدیک، مکی بن ابراہیم اور ابواسحاق الجوزجانی تو ان کی جرح مفسر نہیں ہے۔۴۹؎۔پس یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مغازی کے امام محمد بن اسحاق بن یسار ثقہ ہیں۔مغازی میں امام اور حدیث میں سچے ہیں۔ان کی حدیث حسن درجے سے کم نہیں اور تمام الزامات جو ان پر لگائے گئے تھے وہ غیر مسلم ہیں اور ان کی توثیق اور تعریف ثابت ہے۔فللّٰہ الحمد۔

حواشی

۱۔ سیر اعلام النبلاء ۷/۵۳
۲۔ تاریخ بغداد ۱/۲۲۳
۳۔ سیر اعلام النبلاء ۷/۳۹
۴۔ سیر اعلام النبلاء ۷/۴۰۔۴۱
۵۔ عیون الأثر ۱/۱۲، میزان الأعتدال ۳/۴۷۱
۶۔ عیون الأثر ۱/۱۲
۷۔ الجرح والتعدیل ۷/۱۹۳، سیر اعلام النبلاء ۷/۵۰
۸۔ سیر اعلام النبلاء ۷/۴۹
۹۔ سیر اعلام النبلاء ۷/۵۳
۱۰۔ تاریخ بغداد ۱/۲۲۳
۱۱۔ سیر اعلام النبلاء ۷/۳۹
۱۲۔ سیر اعلام النبلاء ۷/۴۰۔۴۱
۱۳۔ عیون الأثر ۱/۱۲، میزان الأعتدال ۳/۴۷۱
۱۴۔ عیون الاثر ۱/۱۳، سیر اعلام النبلاء ۷/۴۸۔۴۹
۱۵۔ عیون الاثر ۱/۱۱
۱۶۔ عیون الأثر ۱/۱۱
۱۷۔ الجرح والتعدیل ۷/۱۹۳، میزان الاعتدال ۳/۴۶۹
۱۸۔ میزان الأعتدال ۳/۴۷۱
۱۹۔ تھذیب التھذیب ۹/۴۵
۲۰۔ عیون الأثر ۱/۱۶
۲۱۔ سیر اعلام النبلاء ۷/۴۳، تاریخ بغداد ۱/۲۲۵
۲۲۔ تاریخ بغداد ۱/۲۲۴
۲۳۔ عیون الأثر ۱/۱۳

۲۴۔ الجرح والتعدیل ۷/۱۹۴
۲۵۔ تھذیب التھذیب ۹/۴۳
۲۶۔ سیر اعلام النبلاء ۷/۴۶
۲۷۔ سیر اعلام النبلاء ۷/۴۶
۲۸۔ عیون الأثر ۱/۱۳۔۱۵
۲۹۔ عیون الأثر ۱/۱۳۔۱۵
۳۰۔ الثقات لابن حبان ۷/۳۸۳
۳۱۔ طبقات المدلسین لأبن حجر، ص:۲۲۔۹۷، طبعۃ الأولی ۱۴۰۷ھ
۳۲۔ سیر اعلام النبلاء ۷/۵۴
۳۳۔ عیون الأثر ۱/۱۳۔۱۴
۳۴۔ سیر اعلام النبلاء ۷/۴۶
۳۵۔ الجرح والتعدیل ۷/۱۹۴
۳۶۔ الجرح والتعدیل ۷/۱۹۴
۳۷۔ عیون الأثر ۱/۱۱
۳۸۔ عیون الأثر ۱/۱۶
۳۹۔ الجرح والتعدیل ۷/۱۹۴
۴۰۔ عیون الأثر ۱/۱۱
۴۱۔ عیون الأثر ۱/۱۱
۴۲۔ عیون الأثر ۱/۱۱
۴۳۔ عیون الأثر ۱/۱۲
۴۴۔ عیون الأثر ۱/۱۰
۴۵۔ عیون الأثر ۱/۱۴
۴۶۔ سیر اعلام النبلاء ۷/۵۳، میزان الأعتدال ۳/۴۷۰
۴۷۔ صحیح بخاری، کتاب احادیث الأنبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل
۴۸۔ میزان الأعتدال ۳/۴۷۱
۴۹۔ عیون الأثر ۱/۱۷، تھذیب التھذیب ۹/۴۵